سائنس اور وجودِ باری تعالیٰ پر ایمان

جناب ریاض الحسن نوری صاحب

آج کل بعض لوگوں نے جو اپنے آپ کو جدید اور قدیم دونوں علوم سے آراستہ سمجھتے ہیں، علمی مسائل میں یہ طریقہ اختیار کر لیا ہے کہ وہ اپنے مضامین یا گفتگو میں مغرب کے ایسے غیر معروف اور کم حیثیت منکرِ خدا فلسفیوں کا کچھ اس انداز میں تذکرہ کرتے ہیں گویا وہ کوئی بڑے عظیم مفکر ہوں اور ان کے اقوال سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ فلسفہ و سائنس کی نظر میں وجودِ باری ثابت نہیں ہے۔ اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ جدید دور کے تقریباً سارے ہی قابلِ ذکر فلسفی اور سائنس دان وجودِ باری تعالیٰ کو تسلیم کرتے ہیں۔ برٹرینڈ رسل نے ان کا ذکر اپنی مشہور کتاب "فلسفہ مغرب کی تاریخ" میں کیا ہے۔ برٹرینڈ رسل دورِ حاضر کا ایک عظیم سائنس دان تھا۔

رسل نے لکھا ہے کہ ایک زمانے میں پادریوں نے سائنس کی شدید مخالفت کی تھی۔ وہ دور پادریوں کے جبر و تشدد کا دور تھا۔ انہوں نے مشہور سائنس دان گلیلیو پر سخت مظالم کیے، مگر اس کا خدا پر ایمان سائنسی انکشافات کی وجہ سے اتنا پختہ ہو چکا تھا کہ وہ برابر ظلم سہتا رہا لیکن حمدِ الٰہی کے گیت گاتا رہا۔ بقول رسل گلیلیو زبردست مذہبی آدمی تھا۔ وہ کہتا تھا کہ خدا ہر آن اپنی نئی سے نئی شان سائنسی قوانین کی صورت میں ظاہر کرتا رہتا ہے، اور ہر سائنسدان اپنے علم کے ذریعے سے اللہ کے قوانینِ فطرت کو دیکھ کر اور ان کی معرفت حاصل کر کے پکا خدا پرست بن جاتا ہے۔

برٹرینڈ رسل کی رائے یہ ہے کہ نئے دور کے سارے سائنسدان نہ صرف خدا پرست ہیں بلکہ شرافت و بھلائی کے بھی اچھے نمونے ہیں۔ اب یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جدید سائنس کی بنیاد مسلمان سائنسدانوں نے ہی رکھی تھی یہ مسلمان سائنسداں نہ صرف پختہ عقائد کے حامل تھے بلکہ طبعی علوم کے انکشافات کے سبب آیاتِ الٰہی کے گہرے مطالعہ کی مدد سے عشقِ الٰہی سے بھی سرشار تھے۔ یورپین سائنسدان، مسلمان سائنسدانوں کی دریافتوں کو اب

تک جو اپنی دریافتیں بنا کر مشہور کرتے رہے تھے اس کا پردہ بھی اب چاک ہوتا جا رہا ہے۔ اس طرح جدید سائنس میں بھی مسلمانوں کی دوڑائی ہوئی خدا پرستی کی روح موجود ہے۔ برٹرینڈ رسل کا دعویٰ ہے کہ نیوٹن اور اس کے دور کے سارے مغربی سائنسدان خدا کے وجود اور اس کے عظیم خلاق اور قانون ساز ہونے کے قائل تھے۔ نیوٹن کی رائے تھی کہ قانونِ ثقل اور دیگر قوانینِ قدرت جن کی دریافت سے سائنس نے ترقی پائی ہے یہ سب قوانین خدا کے بنائے ہوئے ہیں۔

برٹرینڈ رسل کی رائے ہے کہ فرانسس بیکن نے بھی عربوں کی سائنسی روایات کو ہی اپنے ہاں جاری رکھا۔ اس نے لکھا ہے کہ فرانسس بیکن، راجر بیکن اور ہابس یہ سب اپنے اپنے وقت میں پکے خدا پرست تھے۔

اسی طرح مشہور فلسفی اور سائنسدان ڈیکارٹ بھی ایک پختہ اعتقاد خدا پرست سائنسدان تھا۔ اس نے وجود باری تعالیٰ کے حق میں زبردست سائنٹفک دلائل بھی فراہم کیے اور وجود باری تعالیٰ کو منطقی اور سائنسی طور پر ثابت کرنے کی کامیاب کوشش کی۔ اسی طرح کیپلر، اسپنوزا بھی خدا پرست تھے۔ اسپنوزا نے خدا کے وجود کے ثبوت میں علیحدہ دلائل فراہم کیے۔ اس کا قول ہے۔

"انسانی ذہن کی سب سے اعلیٰ خوبی یہ ہے کہ وہ معرفتِ الٰہی حاصل کرے اور اس کی سب سے بڑی نیکی بھی یہی ہے کہ وہ خدا کی معرفت کی جستجو کرے"۔

برٹرینڈ رسل نے لکھا ہے کہ مشہور سائنسدان لیبنز بھی راسخ العقیدہ خدا پرست تھا۔ اس نے خدا کے وجود کے لیے ما بعد الطبیعیات کے اصولوں کو سامنے رکھ کر بہترین دلائل پیش کیے۔ اس نے ان میں کارلائل، بائرن اور نطشے وغیرہ کا مختصر ذکر بھی کیا ہے۔ کارلائل نے تو حضورؐ اکرم کی تعریف و توصیف میں وہ مشہور مضمون لکھا تھا جس کا عنوان "ہیرو پیغمبرؐ" تھا۔ بائرن اگرچہ بڑا اکھڑ اور متعصب شخص تھا لیکن خدا کو بہر حال مانتا تھا۔ اسی طرح فرینکلن جو ایک مشہور امریکن ماہرِ طبیعیات اور سیاست داں تھا اس نے آسمانی بجلی پر کام کر کے دنیا کو متحیر کر دیا تھا۔ اس نے امریکن فلاسوفیکل سوسائٹی کی بنیاد رکھی تھی۔ وہ بھی پختہ خدا پرست اور عقیدۂ آخرت اور حساب و کتاب کا قائل تھا۔ وہ اس زندگی کو خدا کا انعام اور احسان سمجھتا تھا۔ رسل کہتا ہے کہ جب فلسفہ کی سوسائٹی کی بنیاد رکھنے والے خود خدا اور آخرت دونوں کے قائل ہوں تو پھر فلسفہ کو مطعون کرنا انصاف نہیں ہے۔

ایک بہت بڑے یونانی فلسفی سقراط کو بھی زہر کا پیالہ پلایا جا رہا تھا تو اس نے ایتھنز کے لوگوں کو

مخاطب کر کے کہا تھا "اے ایتھنز کے لوگو میں تمہاری عزت کرتا ہوں اور تم سے محبت کرتا ہوں مگر جہاں تک حکم کی بجا آوری کا تعلق ہے میں تمہارا نہیں بلکہ صرف خدا کا حکم بجا لاؤں گا"۔

پاسکل فرانس کا ایک عظیم ریاضی داں، سائنسداں، اور فلاسفر تھا۔ اس کے علم و فضل پر تبصرہ کرتے ہوئے برٹرینڈ رسل نے لکھا ہے " پاسکل نے اپنی ریاضی کی عظیم صلاحیت و ذہانت کو خدا پر قربان کر دیا، طبیعیات کے طالب علم پاسکل لاء سے خوب واقف ہیں"۔ پاسکل کا سوانح نگار لکھتا ہے " پاسکل نے ریاضی کی دنیا میں اس طرح قدم رکھا کہ اس نے بارہ سال کی عمر میں ہی خود اپنی جیومیٹری بنانے کی سعی کی۔ سولہ سال کی عمر میں اس نے (مخروطی اشکال کی جیومیٹری) پر کتاب لکھی۔ لیکن پاسکل نے سائنسی تحقیقات زیادہ عرصہ تک جاری نہیں رکھیں۔ وہ جلد ہی دنیاوی علائق سے کنارہ کش ہو کر یاد الٰہی میں مشغول ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے سائنسی تصنیفات کے علاوہ مذہب پر بھی کتابیں لکھیں"۔ ایک جگہ وہ لکھتا ہے " سیدھے سادھے عام لوگوں کو بغیر دلائل کے خدا پر پختہ ایمان رکھتے ہوئے دیکھ کر آپ حیران نہ ہوں۔ خدا ان میں اپنی محبت خود پیدا کرتا ہے۔ خدا ہی ان کے دلوں کو یقین کی طرف مائل کرتا ہے"۔

پاسکل کے بعد رسل نے لاک کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "لاک ایک راسخ العقیدہ پکا خدا پرست انسان تھا۔ لاک کو ڈیکارٹ کے دلائل بسلسلۂ اثباتِ وجود باری پسند تھے اور وہ ان کو کافی سمجھتا تھا۔ مشہور فلسفی کانٹ کا بھی یہ خیال تھا کہ چونکہ اس دنیا میں نیک لوگ بہت تکالیف اٹھاتے ہیں اس لیے اگلا جہان ہونا بہت ضروری ہے جہاں پورا انصاف کیا جائے گا۔ کانٹ اپنے دلائل کو ایسا پختہ خیال کرتا تھا کہ کوئی ان پر اب تک کوئی حرف نہیں لا سکا"۔

مشہور فلسفی اور خطیب برکلے آئرلینڈ کا رہنے والا تھا۔ وہ اتنا ذہین تھا کہ ۲۲ سال کی عمر میں ہی ٹرینٹی کالج کا فیلو بن گیا تھا۔ اس نے بھی خدا کی موجودگی کے بالکل نئے دلائل پیش کیے۔ اس کی خدا پرستی مضبوط دلائل پر قائم تھی۔

رسل نے ہیوم کی یہ رائے تحریر کی ہے کہ " تجربہ اور مشاہدہ سے انسان کچھ بھی نہیں سیکھ سکتا"۔ گویا ہیوم اس نظریے کا قائل نظر آتا ہے کہ علمِ وحی سے ہی انسان راہ ہدایت پا سکتا ہے۔ مجرد تجربہ اور مشاہدہ انسان کو تسکین نہیں پہنچاتا۔

یورپ میں رومانی تحریک کی ایک عظیم شخصیت روسو ہے جو ایک عظیم سیاسی مفکر ہے۔ اس نے ڈی جان اکیڈمی

کے مقرر کردہ عنوان "کیا آرٹ اور سائنس نے انسانیت کو فائدہ پہنچایا ہے؟" پر لکھا ہے کہ "ان دونوں نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ فائدہ صرف مذہب نے پہنچایا ہے۔" چنانچہ اس نے انعام حاصل کر لیا، یہاں تک کہ اس نے خدا کو ثابت کرنے کے جو دلائل پیش کیے ان کو عیسائیوں کے پروٹسٹنٹ فرقے نے بھی اپنا لیا۔ روسو بہت ہی پکا خدا پرست تھا۔ ایک مرتبہ ایک دعوت کے موقع پر کسی شخص نے ایسی بات کہہ دی جس سے خدا کے وجود کے بارے میں شک کا اظہار ہوتا تھا۔ اس پر روسو فوراً دعوت چھوڑ کر چلے جانے کے لیے تیار ہو گیا۔

والٹائر بھی اسی دور کا فلسفی تھا۔ وہ کہتا ہے:

"اگر خدا نہیں ہے تب بھی اس کو فرض کیے بغیر کام نہیں چل سکتا۔"

رسل لکھتا ہے کہ ہیگل بھی خدا کو مانتا ہے البتہ اس کا تصورِ خدا ارسطو کے تصورِ خدا کی طرح ہے۔ رسل نے ارسطو کا تصورِ خدا یہ بیان کیا ہے:

"تمام جاندار کم یا زیادہ درجہ میں خدا کی موجودگی کو ضرور محسوس کرتے ہیں اور ان میں خدا کے چاہنے اور اس سے محبت کرنے کی وجہ سے ہی حرکت پیدا ہوتی ہے۔ پس سب حرکات کا اصل منبع خدا ہے۔ اور تمام جانداروں کے فعال کا فاعلِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔"

رسل نے ایک امریکی فلاسفر سینٹانا کا بھی ذکر کیا ہے جو مذہب کو بہت چاہتا تھا۔ رسل لکھتا ہے:

"جب وہ خدا پر یقین رکھتا ہے تو بالکل ایسے جیسے وہ روزویلٹ یا چرچل یا ہٹلر کی حقیقت اور وجود پر یقین رکھتا ہے۔ اس کے نزدیک خدا بھی ایسی ہی حقیقی چیز ہے نہ کہ محض ایک نظریہ جس کے اچھے اثرات ہوتے ہوں۔"

آخر میں ایک جگہ رسل لکھتا ہے

"میں خود تو اس پر یقین نہیں رکھتا کہ فلسفہ مذہب کے اصولوں کو صحیح ثابت کر سکتا ہے یا اُن کو غلط ثابت کر سکتا ہے، مگر افلاطون کے وقت سے لے کر آج تک اکثر فلسفیوں نے اِس بات کو اپنے کام کا ایک لازمی حصہ ضرور سمجھا ہے کہ وہ انسان کے مرکزی اُٹھنے اور خدا کے ثبوت کے لیے دلائل مہیا کرتے رہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ معدودے چند کو چھوڑ کر بیشتر سائنس دانوں اور فلسفیوں نے وجود باری تعالیٰ کے بارے میں نئے سے نئے دلائل مہیا کیے ہیں اور اب جدید عصری تحقیقات اور نئی طبیعیات نے تو دُودھ کا دُودھ اور پانی کا پانی الگ کر کے سائنس کو ہی خدا کے سامنے سربسجود کر دیا ہے۔

اس طرح برٹرینڈ رسل نے اپنے علمی مضمون میں یہ ثابت کیا ہے کہ تمام قابلِ ذکر سائنس دان اور فلسفی خدا کے وجود کے قائل رہے ہیں اور یہ ایک غیر سائنٹیفک بات ہے کہ خدا کے وجود سے انکار کیا جائے۔